مجلسِ شوریٰ میں خطاب

یکم مارچ ـــــ ۱۹۸۳ء
بارہ بجکر پچاس منٹ
وقت دس منٹ

اِسلام اور خواتین کی شہادت

مجلس شوریٰ (وفاقی کونسل) میں مسوّدہ قانونِ شہادت پر مولانا سمیع الحق صاحب کی تقریر جسے وفاقی کونسل سیکرٹریٹ نے ضبط کیا۔ (ادارہ)

★

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہِ الکریم ــــ واذا دعوا الی اللہ و رسولہٖ لیحکم بینھم اذا فریق منھم معرضون وان یکن لھم الحق یاتوا الیہ مذعنین۔ أفی قلوبھم مرضٌ ام ارتابوا ان یحیف اللہ علیھم و رسولہ الآیۃ۔

جناب مولانا سمیع الحق | جناب چیئرمین! قانونِ شہادت سے متعلق مسائل بہت گہرے اور ہمہ گیر ہیں۔ ان حالات میں دس منٹ کی جو پابندی رکھی گئی ہے اور یہ جو تلوار سر پر لٹک رہی ہے۔ تو حیران ہوں کہ میں کس کس مسئلہ پر عرض کروں بہرحال یہ بھی آپ کی عنایت ہوگی کہ اگر دس منٹ مزید دیدیں۔

جناب چیئرمین | نہیں۔ اگر ۹ منٹ میں ختم کر دیں گے تو میں شکریہ ادا کروں گا۔

جناب مولانا سمیع الحق | جو مسودہ ہمارے سامنے لایا گیا ہے اس میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جس پر تمام معزز ارکان کو بلا کسی اختلاف کے گہری نظر ڈالنی چاہیئے تھی اور اسکی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے تھی لیکن بدقسمتی سے سارے مسوّدہ میں صرف ایک مسئلہ ایسا اہم بن گیا ہے کہ سارے ایوان کی توجہات اس طرف ہی لگ گئی ہیں۔ یعنی ؏

آہ بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

اور ہمارے مبصرین، ہمارے وکلاء بھی قرآن کریم کی آیات اور مصحفِ الٰہی کی تفسیر اکبر الہ آبادی کی زبان میں "مصحفِ رخسارِ بتانِ مغرب" کی روشنی میں کرنے لگ گئے ہیں۔ اکبر نے کہا تھا ؎

کھل گیا مصحفِ رخسارِ بتانِ مغرب
شیخ صاحب بھی ہوئے ہیں نئی تفسیر کیساتھ

تو ہمارے یہ شیوخ حاضر بھی ہوتے تو نئی تعبیر کے ساتھ ۔ پیر اشرف صاحب جو اس وقت موجود نہیں ہیں اور ہمارے علامہؒ (رضی صاحب شیعہ مجتہد) بھی، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے اپنے اجتہادات ہیں۔ ان کا حق ہے کہ جیسے چاہیں انہیں ظاہر کر دیں۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ یہ شیعہ مسلک بھی نہیں ہے۔ اہلِ سنت اور اہلِ شیعہ اللہ کے فضل سے قانونِ شہادت میں خواتین کے مسئلہ پر متفق ہیں بلکہ شیعہ ہم سے چند قدم آگے ہیں۔ میں یہاں صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہوں کہ شیعہ مسلک کیا ہے۔ ؟

اسلامی نظریاتی کونسل نے جو ہمیں قانونِ شہادت بھیجا ہے۔ اس کے صفحہ ۵۹ ضمیمہ (الف) کے ماتحت کونسل کے شیعہ رکن علامہ طالب جوہری صاحب کے اختلافی نوٹ میں کہا گیا ہے۔ کہ نظریاتی کونسل کی رپورٹ میں صرف حدود میں خواتین کی شہادت مسترد کی گئی ہے۔ اور مقبول نہیں ہے۔ لیکن علامہ طالب جوہری کے نزدیک حدود کے علاوہ طلاق، خلع، وصیت اور نسب میں بھی عورتوں کی گواہی کسی اعتبار سے قابلِ قبول نہیں ہے عورتوں کے متعلق مخصوص امور میں ہمارے ہاں صرف ایک عورت کی شہادت کافی ہے۔ مگر انہوں نے ان امور میں بھی چار عورتوں کی گواہی کو ضروری قرار دیا ہے۔ (مسودہ قانونِ شہادت، مرتبہ نظریاتی کونسل ص۵۹)

ایک رکن | پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہاں نظریاتی کونسل کی رپورٹ تو زیرِ بحث نہیں۔

جناب چیئرمین | تشریف رکھئے، مولانا اس رپورٹ سے حوالہ پیش کر سکتے ہیں۔
مولانا! آپ کی مراد یہ ہے۔ ؟ کہ یہ علامہ جوہری کا مسلک ہے۔

مولانا سمیع الحق | نہیں جناب انہوں نے لکھا ہے کہ ہمارے فقہ جعفریہ میں ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ شیعہ مسلک خواتین کو معلوم نہیں ہے جس میں مرحلہ مرحلہ پر ان کی شہادت کو قابلِ قبول نہیں سمجھا جاتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ علامہ رضی صاحب نے عورتوں کی امامت کے بارے میں کہا ہے جو ہمارے ہاں بھی جائز ہے یعنی آپس میں خواتین اگر ایک کمرے میں جمع ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اکٹھی نماز پڑھیں اور ایک عورت ان کی امامت کروا سکتی ہے۔ لیکن عورت مردوں کی امامت نہیں کر سکتی۔ پھر عورت کی حکومت کی مثال دی

---

[1] مجلس شوریٰ کے شیعہ عالم دین علامہ سید محمد رضی کراچی نے مولانا سے قبل پر جوش انداز میں ایک عورت کی گواہی کافی ہونے پر زور دیا اور کہا کہ عورت امامت کر سکتی ہے۔ اور حکومت بھی۔ اور میں اپنے اجتہاد کی روشنی میں جرأت سے کہتا ہوں کہ گواہی میں ایک عورت کو کسی دوسرے سہارے کی ضرورت نہیں اور بھول جانے سے متعلق آیت کو علت قرار دیا کہ اب نہیں بھولتی تو دو کی بجائے ایک کافی ہے۔ لاہور کے پیر محمد اشرف صاحب نے بھی اپنی تقریر میں ایسا ہی موقف اختیار کیا تھا۔ (ادارہ)

گئی ہے۔ تو یہ ملکہ سبا کا واقعہ ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو ساری پہلی تمام شریعتیں منسوخ ہوگئی ہیں۔ تو ہمارے نزدیک عورت کی حکومت بھی کوئی دلیل نہیں ہے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے کہ لن یفلح قوم ولّوا امورھم نساءھم (او کما قال) اس قوم نے کبھی فلاح نہ پائی جس نے اختیار اور نظامِ اقتدار عورتوں کے سپرد کردیا۔

پھر علامہ صاحب سورہ بقرہ کی آیت فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتان۔ کے بعد ارشادِ باری ان تضل احداھما فتذکر احداھما الاخری (کہ ایک عورت بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے) کو حکم کی علت قرار دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ علامہ صاحب کو اس بارہ میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ جبکہ اصل بات یہ ہے کہ ایک علت ہوتی ہے اور ایک حکمت۔ تو خداوند قدوس نے یہاں یاد دلانے کے مسئلے کو بطور علت بیان نہیں کیا ہے۔ بلکہ بطور حکمت بیان کیا گیا ہے۔ علت تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے۔ کہ یہ چیز اس وجہ سے لازمی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قانون بنایا ہے۔ اب کسی قانون کی آپ حکمتیں بیان کریں تو اس حکمت کے ساتھ وہ چیز وابستہ نہیں ہوتی، اگر حکمت بیان کی گئی ہے تو بہتر، نہیں ہے تو پھر بھی وہی حکم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ کے بارہ میں فرمایا: یاایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ الآیۃ۔ کہ روزے سے تقویٰ حاصل ہوگا۔ تو روزے کی فرضیت کے لئے تقویٰ علت نہیں ہے۔ یہ حکمت ہے کہ شاید تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔

نماز کے بارے میں فرمایا: ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر۔ الآیۃ۔ کہ نماز برائیوں سے روکتی ہے۔ تو یہ اسکی علت نہیں حکمت ہے تو اگر ایک شخص گناہ کبیرہ کرتا ہے تو کیا اسے اب کہا جائے کہ تم نماز مت پڑھو۔ کیونکہ علت حاصل نہیں ہورہی ہے یا اگر تقویٰ آگیا ہے تو تم نماز ہی چھوڑ دو کہ مقصد حاصل ہوگیا تو اب کیا ضرورت ہے؟ ایک شخص کے اندر تقویٰ نہیں ہے۔ تو اس کو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تم روزہ ہی مت رکھو۔ تو اللہ تعالیٰ نے بطور حکمت اسے بیان کیا اور علامہ آلوسی نے بھی اپنی تفسیر روح المعانی کی دوسری جلد میں ایسی ہی روشنی ڈالی ہے۔ اور سارے مفسرین اسے حکمت قرار دیتے ہیں۔ (یہاں انہوں نے کتاب سے اقتباس سنایا۔) تو یہ حکمت اللہ تعالیٰ نے ایک مصلحت بیان فرمائی ہے۔ یہ بھی اُن کی رحمت تھی کہ اگر نہ بھی بیان فرماتے تو بغیر حکمت کے ماننے کے بھی مسلمان اللہ کے احکام کا پابند ہوتا ہے۔

بہرحال یہ گذارشات تو ضمناً آگئیں اور میرے دس منٹ کا اہم حصہ تو ان کی نذر ہوگیا۔ اب اصل موضوع کا کیا کیا جائے؟ علامہ رضوی صاحب تو اللہ کے فضل سے بہت وسیع الظرف انسان ہیں

ہماری آپس میں بات چیت ہوتی ہے۔ کھلے دل کے انسان ہیں

لیکن میرے لئے یہ ضروری تھا کہ ہم اہلِ سنت کے مسلک کی رو سے اسکی بروقت تردید کریں وہ اپنے مسلک کی وضاحت جس طرح چاہیں کر سکتے ہیں۔ ان پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ یہ ان کا اپنا اجتہاد ہو تو ہو مسلک نہیں۔

جناب چیئرمین صاحب یہاں خواتین کو بار بار یہ مسئلہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اگر فرائض اور حقوق کو ملحوظ رکھیں تو پھر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں ہمارے لئے فرض قرار دی ہیں۔ مثلاً عبادات نماز روزہ زکوٰۃ حج۔ اسی طرح شہادت بھی ایک فرض ہے جو فقہ کا مسئلہ ہے۔ اور سارے فقہاء اور علماء ابواب الشہادت کی کتابوں میں اسکی تصریح کرتے ہیں۔ یہ میرے پاس فقہ کی کتاب ہدایہ ہے۔ اس کے آغاز میں ہے۔ کہ الشہادۃ فرض ــــ الخ شہادت ایک فریضہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر عائد کیا گیا ہے۔ یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو دے دیا۔ اور کسی کو نہیں دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کو اختیار حاصل ہے کہ کس کے لئے کوئی عبادت لازم کرے۔ کسی کے ذمہ نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے خواتین کی نازک ذمہ داریوں اور خلقی کمزوریوں کی وجہ سے ان کو تمام عبادات میں بھی رعایت دی ہے۔

یہ شہادت کا مسئلہ بھی اگر وہ سوچیں تو ان کے لئے رعایت ہے۔ مثلاً نماز فرض ہے۔ ایک حق نہیں ہے۔ اب نماز کیلئے بھی یہ کہا گیا ہے کہ دس دن مہینے میں تمہیں (عذر ہونے کی وجہ سے) چھٹی ہے کہ جب حضورؐ سے عورتوں کے نقصانِ دین کے بارہ میں پوچھا گیا تو حضورؐ نے یہی بات دلیل کے طور پر پیش کی۔ اسی طرح روزہ ایک فرض ہے خدا نے روزے میں بھی ان کو رعایت دی ہے۔ جن دنوں اس کو عذر ہے وہ دس دن روزہ نہیں رکھ سکے گی۔ سخت گرمی کے دن ہوں گے مگر اسے روزہ نہیں رکھنا ہے۔ بعد میں وہ اعادہ کرے گی۔ اس طرح حج کا مسئلہ ہے، حج میں ہر مرد پر پابندی ہے کہ وہ اگر استطاعت رکھتا ہے تو لازمی طور پر حج پہ جائے ــــ من استطاع الیه سبیلا۔ الآیۃ۔ اس کے ساتھی ہوں یا نہ ہوں مگر جائے گا، ہزاروں خطرات مرد کیلئے بھی راستے میں ہوتے ہیں لیکن عورت کیلئے یہ کہا گیا ہے۔ کہ اگر دوسرا تمہاری نگہداشت کرنے والا ہو اگر دوسرا مرد محرم ہوگا تب تم پر حج فرض ہوگا تو یہ کتنی بڑی رعایت ہوئی۔ اور زکوٰۃ و عشر میں میرا خیال ہے کہ اس میں بھی عورت سے رعایت ہے۔ مثلاً ڈھائی فیصد مرد پر بھی ہے اور ڈھائی فیصد عورت پر بھی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں رعایت نہ ہوتی تو عورت پر ۵ فیصد ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ مرد کے ذمہ خدا نے ساری ذمہ داریاں اور گھر کے تمام اخراجات لگائے ہیں۔ عورت کا نان و نفقہ رہن سہن سب کچھ مرد کے ذمہ ہے۔

(باقی ص۷۱ پر)

مرد کے پاس ہزار روپے ہیں۔ تو اس پر دگنی چوگنی ذمہ داریاں بھی عائد کی گئی ہیں۔ عورت کے پاس ہزار روپیہ ہے۔ اور کوئی ذمہ داری نہیں نہ مرد کا فکر ہے اسکو نہ بچوں کی اس پر ذمہ داری ہے۔ اس کے اپنے اخراجات بھی مرد پر ہیں گھر کا نوکر چاکر بھی مرد کے ذمہ ہے۔ تو گویا پھر تو ۵ فیصد ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن خدا نے اس میں بھی ایسی کنسیشن (CONCESSION) دی کہ ڈھائی فیصد ان پر بھی مردوں کے برابر لگا دیا۔

اب آگے بات آتی ہے شہادت کی اور کہا جاتا ہے کہ جب اللہ نے شہادت کی ادائیگی کا حکم دیا ہے تو ہمیں کیوں روکا جاتا ہے۔ تو شہادت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جب اسے مکلف نہیں بنایا تو آیاتِ شہادت متوجہ ہی نہیں ہوئیں ان کو، مثلاً واقیموا الصلوٰۃ کا حکم ہے تو اگر ایک شخص نابالغ ہے اسکو اقیموا الصلوٰۃ متوجہ ہی نہیں ہے۔ غیر مسلم ہو تو متوجہ نہیں ہوتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ اسی طرح 'اتوا الزکوٰۃ' ہے۔ ایک شخص فقیر ہے اور صاحبِ نصاب ہی نہیں ہے۔ تو وہ مرد ہو یا عورت ہو اسکو یہ آیت متوجہ ہی نہیں ہوتی۔ اللہ نے جب عورت کو مکلف نہیں بنایا اس فریضے کا تو یہ آیات ۱۔ ولا یاب الشہداء اذا ما دعوا۔ الآیۃ۔ ۲۔ ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمھا فانہ آثم قلبہ۔ الآیۃ۔ ۳۔ کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم۔ الآیۃ

یہ ساری آیات ان کو متوجہ ہی نہیں ہیں کہ وہ کہیں کہ ہمیں بھی اس میں مخاطب بنایا گیا ہے۔ جب کسی طبقے کو مکلف ہی نہیں بنایا گیا ہو تو اس سے وہ آیت مطالبہ ہی نہیں کرتی۔ اور میں سوچتا ہوں کہ یہ تضادات خدا کے کلام میں کیسے ممکن تھے۔ جبکہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ عورتوں کو فرماتے ہیں کہ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ولا تبرّجن تبرّج الجاھلیۃ الاولیٰ۔ الآیۃ۔ کہ گھروں میں بیٹھی رہو دوسری طرف اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں واذا سألتموھن متاعاً فاسئلوھن من وراء حجاب۔ الآیۃ۔ کہ کوئی چیز بھی مانگو تو پردے کے پیچھے سے ان سے کوئی چیز مانگو۔ ایک طرف تو خداوند تعالیٰ ان کو پابند بناتا ہے گھر کا، پھر دوسری طرف ان پر فرض کیسے کرتا ہے۔ کہ وہ جا کر عدالتوں میں گواہیاں دیتی رہیں اور پھرتی رہیں، اللہ کے کلام میں ایسا تضاد تو نہیں ہو سکتا ان آیات کا سارا مضمون یہی ہے کہ وہ گھروں میں بیٹھی رہیں پردہ کا حکم ہے اور دوسری طرف وہ تمام آیاتِ شہادت پیش کی جا رہی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ عدالتوں میں گھومتی رہو تو یہ کوئی انسانی قانون اور انسانی لائر (LAWYER) اور انسانی قانون دان تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں کوئی تضاد نہیں تو ایسے تمام آیات کا مخاطب اللہ تعالیٰ نے مرد کو بنایا ہے۔

جناب چیئرمین | تشریف رکھیں، آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔